عشاء کا وقت باقی سمجھتے ہوئے فجر کے وقت میں عشاء پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FAM-084 تاریخ:06-09-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے فجر کے وقت کو عشاء کا وقت سمجھتے ہوئے، عشاء کی نماز ادا کرلی، تو کیا حکم ہے؟ کیا بطورِ قضا کے یہ نماز شمار کی جائے گی یا قضا دوبارہ پڑھنی ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جواب سے پہلے بطورِ تمہید یہ سمجھ لیجئے کہ نماز کی ادائیگی کے لیے اُس میں خاص طور پر ادا یا قضا کی نیت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ قضا نماز، ادا کی نیت سے اور ادا نماز، قضا کی نیت سے بھی درست ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے گمان میں کسی نماز کا وقت باقی ہونے کی بنا پر اُس نماز کو ادا کرے، جبکہ درحقیقت اس نماز کا وقت ختم ہو چکا ہو، تو ایسی صورت میں اس کی وہ نماز بطورِ قضا درست ہو جائے گی کہ اس نے قضا نماز کو ادا کی نیت سے پڑھا ہے اور قضا نماز، ادا کی نیت کے ساتھ پڑھنے سے بھی درست ہو جاتی ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس نے نماز کی ادائیگی میں خاص اُسی نماز کی نیت کی ہو، فرضِ وقت کی نیت نہ کی ہو، کیونکہ اگر کوئی شخص کسی نماز کا وقت ختم ہو جانے کے بعد، اس نماز کو فرضِ وقت کی نیت سے ادا کرے، یعنی

نماز پڑھتے ہوئے یوں نیت ہو کہ میں اِس وقت کی فرض نماز ادا کر رہا ہوں، تو ایسی صورت میں چاہے وقت کا ختم ہو جانا اُس کے علم میں ہو یا نہیں، بہر صورت اس کی وہ نماز ادا نہیں ہو گی، کیونکہ وقت ختم ہو جانے کے بعد وہ نماز فرضِ وقت نہیں کہلائے گی، بلکہ اب جس نماز کا وقت ہے، وہی اس کے لیے فرضِ وقت ہو گی۔

اس تمہید کے بعد صورتِ مسئولہ کا جواب واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی نے فجر کے وقت کو عشاء کا وقت سمجھتے ہوئے، عشاء کی نیت سے نماز ادا کی، تو ایسی صورت میں در حقیقت اس نے عشاء کی قضا نماز، ادا کی نیت سے پڑھی، لہذا عشاء کی وہ قضا نماز، ادا کی نیت سے پڑھ لینے سے درست ہو گئی اور بطورِ قضا کے شمار ہو جائے گی، دوبارہ اس کی قضا کرنے کی حاجت نہیں۔ہاں ایسی صورت میں اگر کوئی عشاء کی نماز، فرضِ وقت کی نیت سے ادا کرے، تو اب اس کی وہ نماز درست نہیں ہو گی اور بطورِ قضا کے بھی شمار نہیں ہو گی، کیونکہ جب عشاء کا وقت ختم ہو کر، فجر کا وقت شروع ہو گیا، تو اب عشاء کی نماز تو فرضِ وقت نہ ہوئی، بلکہ اب فرضِ وقت، فجر کی نماز ہوئی، اور ظاہر ہے کہ فجر کی نیت سے عشاء کی نماز درست نہیں ہو گی۔

جان بوجھ کر یا وقت کی دیکھ بھال سے غفلت سے نماز قضا کرنا، گناہ ہے اور اس گناہ سے توبہ بھی لازم ہو گی۔

نماز میں ادا یا قضا کی نیت ضروری نہیں، قضا نماز ادا کی نیت سے اور ادا قضا کی نیت سے بھی درست ہو جائے گی، جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے:"وأما نية الأداء والقضاء ففي التتارخانية إذا عين الصلاة التي يؤديها صح۔نوى الأداء أو القضاء وقال فخر الإسلام وغيره في الأصول في بحث الأداء والقضاء: أن أحدهما يستعمل مكان

الآخر حتی یجوز الأداء بنية القضاء وبالعکس "ترجمہ: اور بہر حال جہاں تک نماز میں ادا اور قضا کی نیت کی بات ہے، تو تتار خانیہ میں ہے کہ جو نماز ادا کر رہا ہے جب اس کو معین کر دیا تو وہ درست ہو جائے گی، چاہے اس میں ادا کی نیت کرے یا قضا کی۔ اور فخر الاسلام اور دیگر فقہائے کرام نے اصول میں ادا و قضا کی بحث میں ارشاد فرمایا کہ ادا و قضا دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ ادا، قضا کی نیت سے اور اس کا عکس (یعنی قضا، ادا کی نیت سے) جائز ہے۔

(الاشباہ والنظائر، القاعدۃ الثانیۃ، الرابع فی صفۃ المنوی، صفحہ 32، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

کسی نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد یہ گمان کیا کہ وقت ابھی باقی ہے اور نماز پڑھ لی، تو وہ نماز بطورِ قضا کے درست ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار میں ارشاد فرماتے ہیں: "في الأشباه عن الفتح: لو نوى الأداء على ظن بقاء الوقت فتبين خروجه أجزأه وكذا عكسه، ثم مثل له ناقلا عن كشف الأسرار بقوله: كنية من نوى أداء ظهر اليوم بعد خروج الوقت على ظن أن الوقت باق... والصحة فيه باعتبار أنه أتى بأصل النية، ولكن أخطأ في الظن والخطأ في مثله معفو عنه. اهـ. أقول: ومعنى كونه أتى بأصل النية أنه قد عين في قلبه ظهر اليوم الذي يريد صلاته فلا يضر وصفه له بكونه أداء أو قضاء" ملتقطاً۔ ترجمہ: اشباہ میں فتح القدیر کے حوالے سے ہے کہ اگر کسی نے اپنے گمان میں وقت باقی ہونے کی بنا پر ادا نماز کی نیت کی، پھر نماز کے وقت کا نکل جانا اس پر ظاہر ہوا، تو اس کی وہ نماز ہو جائے گی، یہی اس کے عکس کا حکم ہے۔ پھر صاحبِ فتح القدیر نے کشف الاسرار کے حوالے سے اس کی مثال بیان کی، جیسے اس

نمازی کی نیت جس نے وقت نکلنے کے بعد اسی دن کی ظہر کی نیت کی، اس گمان پر کہ ابھی وقت باقی ہے (تو اس کی وہ ظہر کی قضا نماز، ادا کی نیت سے بھی درست ہو جائے گی) یہاں نماز کا درست ہو جانا اس اعتبار سے ہے کہ اس نے اصلِ نیت تو ادا کی، لیکن اس نے گمان میں خطا کی، اور اس قسم کی خطا کو شرعاً معاف رکھا گیا ہے، الخ۔ (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس نے اصلِ نیت ادا کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے دل میں اسی دن کی ظہر کی نماز کو معین کیا کہ جس کے پڑھنے کا اس نے ارادہ کیا تھا، پس اس نماز کے وصف میں ادا یا قضاء کے اعتبار سے خطا کا ہونا مضر نہیں۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 2، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ 125، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: ”قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیتِ ادا پڑھی یا ادا بہ نیتِ قضا، تو نماز ہو گئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہو گئی۔“ (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 495، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وقت نکلنے کے بعد، اگر فرضِ وقت کی نیت سے نماز ادا کی، تو وہ نماز درست نہیں ہو گی، جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے: ”وفی النہایۃ إنما یجزئہ أن ینوي فرض الوقت إذا کان یصلي في الوقت أما بعد خروج الوقت إذا صلی وھو لا یعلم بخروجہ فنوی فرض الوقت فإنہ لا یجوز؛ لأن بعد خروج وقت الظھر کان فرض الوقت ھو العصر وإذا نوی فرض الوقت کان ناویا للعصر وصلاۃ الظھر لا تجوز بنیۃ العصر“ ترجمہ: اور نہایہ میں ہے کہ بیشک نمازی کے لیے جائز ہے کہ اگر وہ وقت میں نماز پڑھ

رہا ہو، تو اس نماز میں فرضِ وقت کی نیت کرے۔ بہر حال وقت نکل جانے کے بعد اگر نماز پڑھے اور اسے وقت کا نکل جانا معلوم نہ ہو اور وہ فرض وقت کی نیت کرے، تو یہ جائز نہیں کیونکہ (مثلاً) ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد، فرضِ وقت عصر کی نماز ہے، تو جب اس نے فرضِ وقت کی نیت کی، تو اس نے عصر کی نماز کی نیت کی اور ظہر کی نماز، عصر کی نیت سے جائز نہیں ہو گی۔ (الجوهرة النيرة، جلد1، باب شروط الصلاة، صفحه48، مطبوعه خيريه)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: ”إن قرنه بالوقت، فإن في الوقت جاز وهو ما ذكره المصنف، وإن خارجه مع العلم بخروجه فقال ح لا يجوز. قلت: وهو المتبادر من قول الأشباه عن البناية لو نوى فرض الوقت بعدما خرج الوقت لا يجوز...وإن كان مع عدم العلم بخروجه لا يجوز لقول الزيلعي: يكفيه أن ينوي ظهر الوقت مثلا أو فرض الوقت والوقت باق لوجود التعيين، ولو كان الوقت قد خرج وهو لا يعلمه لا يجوز لأن فرض الوقت في هذه الحالة غير الظهر. اهـ. وفي التتارخانية: وإن صلى بعد خروج الوقت وهو لا يعلمه فنوى فرض الوقت لا يجوز وهو الصحيح“ ترجمہ: اگر نماز میں نیت کو وقت کے ساتھ ملایا، تو اگر وقت کے اندر نماز پڑھ رہا ہے، تو یہ جائز ہے اور یہ وہی ہے جسے مصنف نے ذکر کیا، اور وقت نکل جانے کے بعد فرض وقت کی نیت کی، باوجود اس کے کہ اسے وقت کا نکل جانا معلوم ہے، تو حلبی نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ میں (علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اشباہ میں بنایہ کے حوالے سے جو قول ہے اس سے یہی متبادر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے وقت نکل جانے کے بعد، فرضِ وقت کی نیت کی تو جائز نہیں۔۔۔ اور اگر وقت کا نکل جانا معلوم نہ ہو تو (بھی) جائز

نہیں زیلعی کے قول کی وجہ سے: کہ اگر کوئی مثلاً ظہرِ وقت کی نیت کرے یا فرضِ وقت کی نیت کرے اور وقت باقی ہو، تو تعیین کے پائے جانے کی وجہ سے یہ کافی ہے اور اگر وقت نکل چکا ہو اور اسے معلوم نہ ہو، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ اس حالت میں فرضِ وقت ظہر کی نماز نہیں۔ اور تتار خانیہ میں ہے کہ اگر وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور اسے وقت کا نکلنا معلوم نہیں تھا اور اس نے فرضِ وقت کی نیت کی تو یہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد2، کتاب الصلاۃ، صفحہ123، دار المعرفہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "اگر وقت نماز ختم ہو چکا اور اس نے فرض وقت کی نیت کی، تو فرض نہ ہوئے، خواہ وقت کا جاتا رہنا اس کے علم میں ہو یا نہیں۔"

(بہارِ شریعت، جلد1، حصہ3، صفحہ493، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

19 صفر المظفر 1445ھ/06 ستمبر 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے